ایک داعیہ ڈالا گیا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ ابو حنیفہ اور شافعی کے دو مذاہب امت مرحومہ میں مشہور ہیں ...... اور آج ملاء اعلیٰ میں یہ حقیقت ثابت ہے کہ ان دونوں کو ایک فقہی مذہب کی طرح کر کے احادیث نبوی کی مدونہ کتابوں پر پیش کیا جائے۔" (تفہیمات ج ۱ ص ۲۱۱)

شاہ صاحب نے نہ صرف ان دو کو بلکہ چاروں کے چاروں مذاہب فقہ کو ایک ہی اصل کے تحت جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

جماعت اہل حدیث کے ترجمان ہفت روزہ "الاعتصام" میں ایک صاحب نے ہا قتباس دینے کے بعد لکھا ہے:۔ "اہل حدیث اور حضرات دیو بند تو شاہ صاحب کے عقیدت مند ہیں، جہاں تک اہل حدیث کا تعلق ہے یہ جاننے کے باوجود کہ شاہ صاحب کا رجحان احناف کی طرف بعض جگہ نمایاں ہے، ان کے ہاں شاہ صاحب کے احترام اور ان سے عقیدت میں فرق نہیں آیا . . . ."

اسی ضمن میں "الاعتصام" کے مضمون نگار نے بریلوی حضرات کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"..... شاہ صاحب کا جو حصہ تصوف کے متعلق ہے، اس میں ایسا مواد ملتا ہے، جس سے بریلویت کی خاصی تائید ہوتی ہے۔ . . . ."

دین اسلام کے بنیادی عقائد کو حق وا مدماننے ہوئے، ان کی مختلف تعبیرات کو یوں سمجھنا کہ یہ ایک اصل ہی کی درحقیقت فروع ہیں۔ اور ان میں سے ہر فرع اپنے مخصوص ماحول اور زمانے سے متاثر ہوئی، شاہ صاحب کا بنیادی فکر ہے، جو ان کے عقیدہ وحدت الوجود کی کوین ہے۔

غرض شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے زمانے کے حالات کے مطابق ان تمام فروع کو ایک اصل کی طرف لوٹانے کی فکری جدوجہد کا آغاز کیا۔ اسے ہم فکری جدوجہد کا آغاز کہیں گے، اور یہ آغاز ظاہر ہے آج سے دو سو سال پہلے کے حالات میں ہوا۔ لیکن یاد رہے شاہ صاحب کا رجحان وحدت کی طرف ہے، اختلاف کی طرف نہیں، اور یہی عقیدہ وحدت الوجود کی نمایاں خصوصیت ہے۔

ضرورت الفاظ سے پرے جانے کی ہوتی ہے۔ محض لفظ پرستی تحقیق حق کی راہ میں سب سے بڑی دیوار ہے۔ اہل نظر کا یہ کام ہے کہ وہ اس مقصود حقیقی کو سمجھنے کی کوشش کریں، جسے بیان کرنے کے لئے شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے دور کی مخصوص زبان استعمال کی ہے۔